عبدالرزاق پرویز
پی ایچ ڈی سکالر شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ
ڈاکٹر نذر عابد
سابق صدر شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ
ڈاکٹر الطاف یوسفزئی
صدر شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

ناول ہماری شکست کی کہانی: تجزیاتی مطالعہ

Abdul Razzaq
PhD Scholar, Department of Urdu, Hazara University, Mansehra.
Dr.Nazar Abid
Ex-Head, Department of Urdu, Hazara University, Mansehra.
Dr.Altaf Yousafzai
Head, Department of Urdu, Hazara University, Mansehra.

Novel "Hamari Shikast ki Kahani": Analytical Study

Inayat ullah Altamish novel"Hamari Shakist ki Kahani"is a heartbroken novel that tells the story of the defeat of the Pakistani Nation.This novel reveals the nefarious intention of the forces that divide a nation into two parts. Inayat ullah has shown in the novel how a united nation was separated. How was the unity of the Muslim Nation thrown into the furnace of greed? Inayat ullah urges Hindus to expose Mukti Bahini's nefarious intention have tried Hindus resorted to the movement to seduce the Muslim students by making Urdu and Bangla a riot. Few lustful political and military people divided the country putting their own interests first.

Key Words: *Novel, Hamari Shakist ki Kahani, Pakistani Nation, Forces.*

عنایت اللہ التمش کا ناول "ہماری شکست کی کہانی" مشرقی پاکستان کا مغربی پاکستان سے علاحدگی کی داستان پر محیط ایک دل خراش ناول ہے۔اگر پاکستان کی تاریخ میں قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت عظمیٰ نہ ہوتی تو شائد پاکستان کبھی معرض وجود میں نہ آتا لیکن جس دن ہم اس عظیم لیڈر سے محروم ہوئے تو اسی وقت ہی پاکستان کی مرکزیت ختم ہونا شروع ہو گئی۔ مسلمان جنہوں نے ایک نعرہ کی بنیاد پر پاکستان بنایا تھا وہ نفرت و انتشار کا شکار ہونے

لگے۔ محبت و بھائی چارے کی جگہ نفاق اور بداعتمادی نے لینی شروع کر دی۔ نبی ﷺ آخری الزماں کی قوم انتشار کا شکار ہونا شروع ہو گئی۔ مشرقی پاکستان کے مسلمان بھائیوں کے ساتھ ہتک آمیز سلوک کیا جانے لگا۔ اس وقت کی سیاسی و عسکری قیادت نے مفادات کو ترجیح دی اور پاکستان کو دولخت کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ قیام پاکستان کے وقت جس قوم نے ابتدائی صفوں میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے اسے فراموش کیا جانے لگا۔ یہ لوگ اس بات کو بھول گئے کہ بنگالی قوم حریت پسند قوم تھی۔ اس بات کو بھی بھول گئے کہ پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ کا قیام ۱۹۰۶ء میں ڈھاکہ میں بنگالیوں کی ہی جرات رندانہ کی وجہ سے عمل میں آیا تھا۔

سقوط ڈھاکہ کی بے شمار وجوہات ہیں۔ سماجی، سیاسی، معاشی، اقتصادی، مذہبی، علاقائی اور بین الاقوامی عناصر بھی اس کے پیچھے کارفرما تھے۔ سقوط ڈھاکہ کی وجوہات پر بہت کچھ لکھا گیا اور اس کے پس پردہ محرکات کو عیاں کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان میں سے عنایت اللہ بھی ایک ایسے وقائع نگار ہیں جنہوں نے عینی گواہوں سے ثبوت اکھٹے کر کے ناول "ہماری شکست کی کہانی" تحریر کیا۔ سقوط ڈھاکہ کا سانحہ پاکستان کے لیے نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کے لیے شرمندگی کا باعث بنا۔ یہ سانحہ حکمرانوں کی کوتاہیوں کی وجہ سے وقوع پذیر ہوا اور پاکستان دولخت ہوا۔ عنایت اللہ لکھتے ہیں:

> "سقوط مشرقی پاکستان کا سانحہ سقوط بغداد اور سقوط غرناطہ کے بعد مسلم تاریخ کا بڑا ہی شرم ناک سنگ میل ہے، اندلس بغداد اور متحدہ پاکستان کے آخری شب و روز کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو ان میں کوئی فرق نظر نہیں آتا سارے مناظر ایک جیسے ہیں۔ ان تینوں واقعات میں حکمرانوں کی عیش کوشی اور ان کے اخلاق و کردار کی کمزوریاں مشترکہ نظر آتی ہیں۔ ان کمزوریوں سے اسلام کے ازلی دشمنوں نے فائدہ اٹھایا اور مسلمانوں کے عسکری تفاخر کو خاک میں ملا دیا"[1]

عنایت اللہ نے اس ناول میں سیاسی و عسکری قیادت کی ان نااہلیوں کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے جن وجوہات کی بنا پر مشرقی پاکستان کے لوگ علاحدہ وطن بنانے میں سرگرداں تھے۔ اس کے علاوہ عنایت اللہ نے ہندوستانی تحریک مکتی باہنی کے کرداروں سے بھی پردہ اٹھانے کی کوشش کی ہے کہ کیسے وہ لوگ پاکستان کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے میں کامیاب ہوئے اور پوری مسلم امہ کے لیے یہ ایک دائمی طور پر رستا ہوا زخم ثابت ہوا۔ عنایت اللہ

نے ناول میں دونوں فریقوں یعنی سیاست اور فوج کو مشترکہ طور پر اس شکست کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ ایک مقام پر عنایت اللہ ہندو فیلڈ مارشل کے انٹرویو کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فوج اس شکست کی ذمہ دار کہاں تک تھی؟ اس کا جواب ہم خود دینے کی بجائے فیلڈ مارشل مانک شاکے کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں، ڈیڑھ مہینہ گزرا ممبئی کے انگریزی جریدے "ڈیبونیر" میں فیلڈ مارشل مانک شا کا ایک انٹرویو شائع ہوا جو ونود مہتہ نے قلمبند کیا، مانک شا سے سے پوچھا گیا۔۔۔۔ "پاکستانی کہتے ہیں کہ یہ جنگ ناقابل برداشت حد تک غیر متوازی تھی یہ جنگ تو کوئی بھی جیت سکتا تھا آپ کی کیا رائے ہے؟۔۔۔۔ فیلڈ مارشل نے جواب دیا۔۔۔۔۔ "اگر آپ اسے اسی زاویے سے دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ جنگ غیر متوازن تھی ہم پچپن کروڑ ہیں اور وہ بارہ کروڑ، میں اس کا بھی اعتراف کرتا ہوں کہ وہ محاصرے میں تھے "اسی میں اس نے یہ بھی کہا" وہ پاکستانی نہایت اچھے لڑنے والے فوجی ہیں اور وہ نہایت ہی اچھی طرح جنگ لڑے"(۲)

عنایت اللہ نے یہ بات باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ فوج اکیلی اس شکست کی ذمہ دار نہیں تھی بلکہ سیاسی قیادت نے بھی اقتدار کی ہوس میں بے گناہ لوگوں کے خون سے ہاتھ رنگے۔ اسلامی نقطہ نظر سے پاکستانی فوج اپنے وطن پر جان نچھاور کرنے سے دریغ نہیں کر سکتی اور اس کا ثبوت پاکستانی فوج نے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں پوری دنیا کے سامنے دیا۔ اس کے علاوہ پاکستانی فوج کی بہادری کی گواہی پورے ہندوستان کی عسکری قیادت دیتی ہے۔

قیام پاکستان کے بعد ہندو مغربی پاکستان سے تو ہجرت کر کے ہندوستان چلے گئے لیکن مشرقی پاکستان میں ان کی جڑیں بہت مضبوط تھیں۔ انہوں نے قیام پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان میں رہ کر پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کرنا شروع کر دیا تھا۔ انہوں نے تجارتی اور ثقافتی اداروں پر اس قدر قبضہ جمالیا کہ بنگال میں اخبار تک ہندوستان کے بکنے شروع ہو گئے۔ بنگالی طلبا کے ذہنوں میں یہ بات بٹھادی گئی کہ مشرقی پاکستان مغربی پاکستان کا حصہ نہیں بلکہ ایک خود مختار ریاست ہے جس کے حقوق مغربی پاکستان سلب کر رہا ہے۔ اس طرح مشرقی پاکستان کے کالجوں میں استادوں اور طلباء کو پاکستان کے خلاف اس قدر اکسایا گیا کہ مشرقی پاکستان نے علاحدہ ہونے کے لیے قرار داد پیش کر دی جسے شیخ مجیب الرحمان نے پیش کیا۔ بھارت سے فارغ التحصیل اساتذہ نے بنگالی طلبا میں بنگالی قومیت کا جذبہ ابھارنا شروع کر دیا۔ اس کے علاوہ آل انڈیا ریڈیو نے کلکتہ ریڈیو اسٹیشن کو اس قدر مضبوط کر دیا کہ اس کی آواز مشرقی پاکستان کے گوشے گوشے میں پہنچنے لگی۔ اگر یہ کہا جائے کہ صرف فوج نے کردار ادا کیا ہے تو یہ بالکل غلط ہو گا کیونکہ اس المیہ

میں مختلف کرداروں نے اپنے اپنے کردار نبھائے۔ جن میں سیاسی کردار، عسکری کردار، مکتی باہنی تحریک کا کردار اور بنگالیوں کا کردار سب شامل ہیں۔ جہاں تک فوج کا تعلق ہے تو دفاعی حوالے سے ڈھاکہ میں صرف ایک ہوائی اڈا تھا جہاں فضائیہ کا ایک سکواڈرن رکھا گیا اور جوانوں کی تعداد بھی بہت کم تھی حالانکہ مشرقی پاکستان تین اطراف سے دشمن کے نرغے میں تھا اس لیے وہاں ایمونیشن، راشن اور اسلحہ کا وافر مقدار میں ہونا بہت ضروری تھا لیکن فوج کی اعلیٰ قیادت نے اس کی پرواہی نہیں کی۔

عالمی طاقتوں نے بھی اتحادی ہونے کا ثبوت نہ دیا محض اپنے مفادات کو اہمیت دی اور عین موقع پر دھوکا دیا۔ جب بھارت نے مشرقی پاکستان پر حملہ کیا تو پاکستان نے عالمی طاقتوں کو مدد کے لیے پکارا لیکن ان کی دوغلی سفارت کاری کے مقاصد کچھ اور تھے۔ امریکہ نے پاکستانی قیادت کو یقین دلایا تھا کہ بھارت دونوں ملکوں کی سرحد کا احترام کرے گا لیکن عملی طور پر ایسا نہ ہو سکا اور امریکہ بہادر نے اس سلسلے میں کوئی سفارتی اقدام نہیں اٹھایا۔

اس طرح بنگال کو دولخت کرنے میں عالمی طاقتوں نے دوغلی پالیسی سے کام لیا اور پاکستانی سیاسی قیادت نے عالمی طاقتوں کی آس پر ملک کو دو ٹکڑوں میں بانٹ دیا۔ پاکستان سے امریکی ایمونیشن کا معاہدہ بھارت کی طرف بھیج دیا گیا۔ کھیم کرن کے مقام پر بھارتی فوجی شکست کھا کر واپس بھاگے تو وہاں سے ملنے والی ایمونیشن کو جب دیکھا گیا اور ان ڈبوں کو کھولا گیا تو ان پر لکھا تھا "شپ ٹو پاکستان" اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سیاسی و عسکری قیادت کی امریکی آس بظاہر ہندوستان کے ساتھ تھی۔

امریکہ نے اپنی ذہنیت واضح کر دی اور مشرقی پاکستان سے ایسے لیڈر کا انتخاب کیا جو نوجوانوں میں جوشیلی تقاریر کے ذریعے ان کے ذہنوں کو بھٹکانے میں ماہر تھا۔ ہندوؤں اور امریکی چالوں کو شیخ مجیب الرحمان جیسا انسان ہی پوری کر سکتا تھا۔ ناول نگار کے مطابق:

> "بھارت کے متعلق یہ خاص طور پر پیش نظر رکھیے کہ ہندو کبھی مسلمان کو کسی میدان میں شکست نہیں دے سکتا، مسلمان نے اسے ہمیشہ اپنے قدموں میں بٹھائے رکھا تاریخ اس کی گواہ ہے ہندو نے جب بھی مسلمان کو نقصان پہنچایا عیاری اور مکاری سے پہنچایا، مسلمان کو شکست دینے کے لیے ہندو ہمیشہ آسان ترکیبیں سوچتا رہا ہے" (۳)

مصنف نے ناول میں ان تمام حقائق سے پردہ اٹھایا ہے جو اس سانحہ میں معاون ثابت ہوئے جن میں فوج اور سیاست کا کردار نمایاں ہے۔ جنرل یحییٰ خان جیسے لوگوں کو فوج کی باگ ڈور تھما دی گئی اور یہ اس قدر بدکردار

انسان تھا جس نے پاکستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ شخص گویا امریکہ، ہندوستان اور مکتی باہنی کے اشاروں پر ناچتا تھا۔ ایک طرف مجیب الرحمان ہندوؤں کی آنکھوں کا تارا بنا ہوا تھا، دوسری طرف یحییٰ خان نے پاکستان کی قدر و منزلت کو خاک میں ملا دیا۔ ایک طرف سیاسی و عسکری کوتاہیوں نے پاکستان کو نقصان پہنچایا تو دوسری طرف اردو اور بنگلہ زبان کے فرق نے مشرقی پاکستان کے طلباء کے ذہنوں پر اتنا گہرا اثر چھوڑا کہ وہ یہ سمجھنے لگے کہ مغربی پاکستان کے حکمران ہم پر قابض ہیں۔ مکتی باہنی تحریک نے بنگالی طلبا کے ذہنوں میں یہ بات بٹھا دی تھی کہ مغربی پاکستان تمہارا استحصال کر رہا ہے۔ مکتی باہنی تحریک کے متعلق ۲۷ جون ۱۹۷۵ء کو اٹلی کی ایک خاتون صحافی کے سوال پر بھارتی لیڈر مرار جی ڈیسائی نے کہا تھا:

> "مشرقی پاکستان میں مکتی باہنی کا دراصل کوئی وجود نہ تھا یہ سب کے سب بھارت کے تربیت یافتہ چھاپہ مار کمانڈو فوجی تھے جو بنگالی مسلمانوں کے بھیس میں اپریل سے دسمبر ۱۹۷۱ء تک پاکستانی فوج کے خلاف لڑتے رہے اور دنیا کو یہ تاثر دیا جاتا رہا کہ مشرقی پاکستان کے بنگالیوں نے پاکستانی فوج کے خلاف ہتھیار اٹھالیے ہیں" (۴)

ادھر انڈین آرمی کے چیف آف سٹاف نے اندرا گاندھی سے ملاقات کی اور اسے مشورہ دیا کہ اپنے کمانڈوز کو واپس بلا لیجیے ورنہ سب کے سب پاکستانی فوج کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ ۲۵ مارچ ۱۹۷۱ء کو پاکستان کا ملٹری آپریشن کامیاب ہو گیا تھا لیکن چند ایک شر پسند باغی عناصر اپنی کارروائیوں سے باز نہ آئے اور بنگلہ دیش کو علاحدہ کرنے کے لیے اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ اس بات کو قیام پاکستان کے چند مہینے بعد ہی قائد اعظم نے بھانپ لیا تھا جب ہندوؤں نے مشرقی پاکستان سے ہجرت کرنے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ وہ اس وقت بھی تخریب کاریاں کرنے میں مصروف تھے۔ قائد اعظم نے ایک بار اپنی ایک تقریر میں کہا تھا:

> "مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں غیر بنگالی مسلمانوں کے خلاف باتیں ہو رہی ہیں یہاں یہ مسئلہ بھی سر اٹھا رہا ہے کہ پاکستان کی سرکاری زبان اردو ہو گی یا بنگالی، کچھ سیاسی مفاد پرست اور موقع شناس لوگ طلبا کو آلہ کار بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، میرے نوجوان دوستو! میرے دل میں تمہاری بے انتہا محبت ہے میری ایک بات غور سے سنو، اگر تم کسی سیاسی پارٹی کے آلہ کار بن گئے تو یہ تمہاری سب سے بڑی لغزش ہو گی، پاکستان کے اصل معمار تم ہو اپنی صفوں میں اتحاد اور استحکام پیدا کرو" (۵)

ادھر شیخ مجیب الرحمان مارچ ۱۹۷۱ء کو یحییٰ خان کے بلانے کے باوجود اسمبلی میں نہ آئے اور رپورٹ ملی کہ شیخ مجیب الرحمان ڈھاکہ میں آزاد ریاست کا اعلان کرنے والے ہیں۔ مشرقی پاکستان میں اس وقت کے ملٹری سربراہ جنرل یعقوب نے بھی روکنے کی کوشش کی لیکن شیخ مجیب الرحمان نے بنگالی طلبا اور عوام کو مغربی پاکستان کے خلاف اس قدر مشتعل کر دیا تھا کہ اب پانی سر سے گزر چکا تھا۔

چونکہ ہم مشرقی پاکستان میں اپنی شکست کی وجوہات بیان کر رہے ہیں اس لیے انھی حقائق سے پردہ اٹھانے کی کوشش کریں گے جو مشرقی اور مغربی پاکستان کے اقتدار پرست طبقہ اور عسکری قیادت کی نااہلیوں کی وجہ سے صورت حال بنی۔ یہ تمام مشاہدات اس وقت کے ذمہ دار بریگیڈیر ریٹائرڈ صاحب داد خان کی زبانی بیان کر رہے ہیں۔ عنایت اللہ نے ناول میں جگہ جگہ ہوس پرستوں کی خامیوں کو عیاں کیا ہے۔ اگر ان میں سے چند ایک پر بھی غور کر لیا جاتا تو شاید مشرقی پاکستان آج بنگلہ دیش نہ کہلاتا۔ جس ملک کی باگ ڈور جنرل یحییٰ جیسے شخص کے ہاتھ میں تھما دی گئی اور جنرل نیازی جیسے شخص کو مشرقی پاکستان کی عسکری کمانڈ سونپ دی گئی تو حالات تو اس نہج پر پہنچنے ہی تھے۔

اسلام آباد سے ہائی کمان کے آرڈر کو ماننے کے لئے کوئی رضامند نہیں تھا۔ اس وقت کی حکومتی نااہلی سے ہی مکتی باہنی تحریک نے مشرقی پاکستان میں اپنے پنجے اتنی مضبوطی سے گاڑ لیے تھے کہ ہر بنگالی مغربی پاکستان کے خلاف سازشیں کر رہا تھا۔ چند امن پسند پاکستانی زبان کو بنیاد بنا کر ملک کو دولخت کرنے کے خواہاں نہ تھے۔ بھارتی میڈیا ہر وقت مغربی پاکستان کے خلاف دنیا میں افواہیں پھیلانے میں مشغول رہا جبکہ ہمارے حکمران اقتدار کے ہوس میں قائد اعظم کے نظریے کو بھول گئے۔ ادھر ہندوستان اپنی جنگی تیاریوں میں مشغول تھا اور کسی ایسے واقعہ کی تاک میں تھا کہ پاکستان سے ہلکی سی بھی لغزش ہو اور مشرقی پاکستان پر چڑھ دوڑیں اور آخر ایسا ہی ہوا:

> "جنرل اروڑہ جو ایسٹرن کمانڈ کا کمانڈر تھا، کہتا ہے کہ ہم مشرقی پاکستان کو ایک ہی ہلے میں لے لیتے مگر پاکستان کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہو رہی تھی جو ہمیں کھلے حملے کا جواز مہیا کرے آخر ۳ دسمبر کی شام جنرل یحییٰ نے ہمیں وہ تحفہ دیا اور ہم مشرقی پاکستان پر ٹوٹ پڑے" (۶)

حیرت کی بات یہ ہے کہ مشرقی پاکستان پر حملہ کی خبر ہونے کے باوجود ہمارے ادارے خواب خرگوش کے مزے لیتے رہے۔ یہاں تک کہ اقوام متحدہ میں جنگ بندی کے لیے کوئی درخواست تک نہ دی۔ اس وقت کی پاکستانی سیاست کے رویے پر اشتیاق بیگ لکھتے ہیں:

"یہ حقیقت ہے کہ پاکستان کو دولخت کرنے میں ذوالفقار علی بھٹو کا کردار نظر آتا ہے جنہوں نے ملک کی بجائے پارٹی کو ترجیح دی ۳مارچ کو ڈھاکہ میں بلائے جانے والے اجلاس میں ذوالفقار علی بھٹو شریک نہ ہوئے جبکہ یحییٰ خان اور مجیب الرحمان کی ڈھاکہ میں ہونے والی ملاقات نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئی یحییٰ خان مفاہمت کی صورت حال سے فائدہ اٹھا کر اقتدار کو طول دے رہے تھے" (۷)

ناول میں مصنف نے بنگلہ دیش کی علاحدگی کے اسباب میں مشرقی اور مغربی پاکستان کے کردار کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ ناول میں بنگالیوں کو مکتی باہنی کا کٹھ پتلی دکھایا ہے لیکن وہ لوگ آزاد وطن کے حامی نہ تھے۔ ان کا مقصد تو کچھ اور تھا۔ وہ تو اپنے حقوق کی جنگ لڑ رہے تھے۔ وہ محض مغربی پاکستان سے اپنے برابری کے حقوق چاہتے تھے ناں کہ علاحدگی۔ ناول میں بنگالیوں کی محبت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ جب ۲۸ جون ۱۹۷۱ کو بھٹو سرکاری دورے پر ڈھاکہ پہنچے تو لوگ پاکستان زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ لوگوں کا سیلاب ایئر پورٹ تک جا پہنچا۔ لوگ اچھل اچھل کر پاکستان زندہ باد۔۔۔۔ بھٹو زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ لندن کی ایک اخبار "دی گارڈین" اور "دی ٹائمز" کے ایڈیٹر والٹر شیلوارز نے بنگالیوں کے پاکستان کے حق میں نعروں اور بیانات کو شائع کیا۔ اس کے علاوہ پیرس کے اخبار "لی-منڈی" نے ۱۱ جولائی ۱۹۷۴ کو ایک بنگالی کا انٹرویو شائع کیا جس میں اس نے یہ کہا کہ اگر بھٹو بنگال میں الیکشن لڑے تو غالب اکثریت سے جیت جائے گا لیکن یہ بات شاید زمینی حقائق کے منافی ہے کیونکہ اس وقت شیخ مجیب الرحمان مغربی پاکستان سے نالاں اور باغی بنگالیوں کا بلاشرکتِ غیرے لیڈر تھا۔

ہمارا موضوع بنگال کی تباہی اور اس کی پیدائش ہے۔ یہ کیوں معرض وجود میں آیا؟ اس کے محرکات کیا تھے؟ یہ تو وہی قوم تھی جو قیام پاکستان کے وقت پہلی صفوں میں کھڑی تھی۔ یہ تو وہی بدنصیب پاکستانی تھے۔ ایسے حالات آخر کس نے پیدا کیے کہ یہ پاکستانی اپنی پہچان سے دستبردار ہو گئے۔ شیخ مجیب الرحمان کو سمجھایا جا سکتا تھا وہ پاکستان کے دو ٹکڑے کرنے کے حق میں نہیں تھا۔ اس کو عہدہ کی ہوس تھی۔ اگر اسے عہدہ مل جاتا تو وہ کبھی بغاوت نہ کرتا لیکن مغربی پاکستان کے کرتا دھرتا کرداروں یحییٰ خان، ذوالفقار علی بھٹو اور جنرل ٹکا خان جیسے لوگوں کا کردار

منفی تھا۔ یہ "کچھ دو کچھ لو" کے اصولوں پر سودا کرنے والے لوگ تھے۔ بھارت نے ۲۱/ ۲۰ نومبر کو پاکستان پر باقاعدہ حملہ کر دیا تھا۔ یحییٰ خان نے پریس کانفرنس کی اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ میں تو مشرقی پاکستان کے لیے دعا ہی کر سکتا ہوں۔ ادھر عالمی میڈیا پر پاکستانی حکومت نے پابندیاں لگا دیں اور انہیں اصل حقائق سے پردہ اٹھانے سے روک دیا گیا۔ ان کے نمائندوں کے ساتھ غیر اخلاقی سلوک کیا گیا۔ ان کے کیمروں سے فلمیں نکال کر پھینک دی گئیں۔

بھارت نے ۳ دسمبر ۱۹۷۱ کو مشرقی پاکستان میں ایئر فورس کی مدد سے ڈھاکہ اور کرمی ٹولہ کے ہوائی اڈوں پر بمباری کر کے باقاعدہ جنگ شروع کر دی لیکن مغربی پاکستان کی قیادت نے غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کیا۔ جنرل نیازی پاکستانی ہوابازوں کو اتنی دیر تک بھارت کے خلاف لڑاتے رہے جب تک انہیں آس تھی کہ مغربی پاکستان سے ایمونیشن مل جائے گا لیکن کوئی بھی مدد نہ ملنے پر جنرل نیازی نے ہوابازوں کو خودکش اقدام سے روکے رکھا۔ ادھر بری فوج جنگلوں اور پانیوں میں بغیر خوراک اور اسلحہ کے لڑتی رہی اور فوجی زہریلے کیڑوں کے کاٹنے سے بیمار ہوتے رہے۔ ٹروپس کی حالت یہ تھی کہ لڑنے کے قابل نہیں رہے تھے۔ دشمن نے جنگ جیت لی تھی لیکن بھارت نے ففتھ کالم کی فوج بنگال میں اتار دی۔ یہ پاکستان کے خلاف تھے جن میں دانشور اور قلم کار شامل تھے۔ انہوں نے کھلم کھلا پاکستان کے خلاف لکھا۔ یہ وہی قلم کار تھے جنہوں نے پاکستانی فوج کو ۱۹۶۵ کی جنگ میں آسمانوں سے اترے ہوئے اللہ کے سبز پوش سپاہی بنا دیا تھا جبکہ ۱۹۷۱ کی جنگ میں انہی قلم کاروں کا رویہ بدل گیا۔ پاکستانی اخباروں کو معاندانہ رویہ اختیار کرنے کا حکم دے دیا۔ مسلح افواج کو ۱۹۷۱ میں بڑی سنگین سزا بھگتنا پڑی۔ پاکستانی عوام کے دلوں میں پاکستانی فوج کے خلاف نفرت کا بیج بونے کے لیے ادبی محفلوں کو سجایا جانے لگا۔ کئی قلم کاروں نے غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے اجرت وصول کی۔

حوالہ جات

۱-عنایت اللہ، التمش، ہماری شکست کی کہانی (دیباچہ)، حکایت پبلیشرز، پٹیالہ گراونڈ روڈ، لاہور: ۲۰۱۴، ص ۵

۲-ایضا، ص ۲۵

۳-ایضا، ص ۳۰

۴-اوریانا فلاسی، ہفت روزہ نیوری پبلک (انٹرویو) امریکہ: ۲۷ جون ۱۹۷۵

۵- قائداعظم محمد علی، جناح، طلبا سے خطاب، روزنامہ جنگ، لاہور: مارچ ۱۹۴۸

۶- عنایت اللہ، التمش، ہماری شکست کی کہانی، حکایت پبلیشرز، پٹیالہ گراونڈ روڈ، لاہور: ۲۰۱۴، ص ۱۰۶

۷- اشتیاق احمد بیگ، سقوط ڈھاکہ پاکستان کی تاریخ کا رستا ہوا زخم، العربیہ اردو، پہلی اشاعت دسمبر ۲۰۱۶